رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پر رو بین ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں کے للعہ ساڑھے چار روپے

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت ... قادیان ضلع گورداسپور

چندہ غیر ممالک ... سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۳ | ۲۶ جون سنہ ۱۹۱۵ء | شنبہ | ۱۲ شعبان سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق | نمبر ۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت کی صحت اب بفضل خدا پہلے سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ ایک روز مسجد مبارک میں فرمایا کہ درس قرآن کو بہت دن ہو گئے ہیں میرا خیال ہے دریچہ مسجد کے قریب ایسی جگہ بیٹھ کر ہوا کرے کہ مستورات بھی ساتھ ہی سن سکیں۔ ابھی دن اور وقت مقرر نہیں فرمایا کہ کب سے شروع ہوگا ؞

عربی میں تقریر پنجشنبہ کی شام کو شیخ عبدالرحمن صاحب نے مسجد اقصےٰ میں بزبان عربی ایک فصیح و پُرلطف تقریر فرمائی۔ اسمیں مصر کے کچھ حالات ادبی و تمدنی بیان کئے۔ علمی مشاغل اور اپنے تجربات کا ذکر کیا۔ مجمع خاصہ معقول تھا۔ اچھی طرح سمجھنے والے قدرتاً کم ہونے تھے مگر دلچسپی عموماً جلسہ حاضرین پر رہے تھے۔ اُمید ہے کہ عنقریب کسی موقعہ پر آپ کا لیکچر اُردو میں بھی اسی بحث پر ہوگا تاکہ خاص و عام سب سمجھ سکیں ؞

گارڈن پارٹی جمعۃ المبارک کی صبح کو جناب عبداللہ خان صاحب خلف السعید حضرت نواب صاحب قبلہ مدظلہ (رئیس مالیرکوٹلہ) نے اپنے امتحان انٹرنس میں کامیاب ہونے کی خوشی میں احباب و بزرگان ملت کو ناشتہ صبحگاہی کی ضیافت دی۔ مہمانوں کی تعداد معقول تھی۔ اور سامان مدارات قابل تعریف۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بھی رونق افروز تھے ؞

دعوت شکرانہ مدرسہ احمدیہ کیطرف سے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب (سلمہ اللہ الاحد) افسر مدرسہ موصوف نے شیخ عبدالرحمن صاحب کی مع الخیر واپسی کی خوشی میں احباب و بزرگان کو دعوت دی کھانے کے بعد بعض طلباء و مدرسین نے عربی میں مناسب موقعہ تقریریں کیں شیخ صاحب نے عربی ہی میں ان کا جواب دیا

اخلاص اسے کہتے ہیں ایک غریب بھائی جو ایک ٹانگ سے ...

اخبار احمدیہ

فاضل امروہوی - حضرت مولانا محمد احسن صاحب مدظلہ اپنے وطن میں خطبہ جمعہ اور جلسوں وغیرہ کے موقعہ پر حاضرین کو کتاب و سنت کے نکات و معارف سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔ ایک جلسہ کے نوٹ انکے فرزند رشید محمد یعقوب صاحب کے مرسلہ دفتر ہذا میں پہنچے۔ آیندہ بھی وہ بھیجتے رہنے کا وعدہ فرماتے ہیں ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین کرنیکی کوشش کرینگے۔

اخویم مکرم - جناب شیخ عبدالرشید صاحب احمدی (میرٹھ) حضرت مسیح موعود کے قدیم خدام خاص میں سے ہیں انکی ہمشیرہ محترمہ بھی ایک غیر معمولی طور پر مخلص احمدی خاتون تھیں انہوں نے اپنے شوہر کو بھی جو بیچارے کوئی ذیعلم آدمی نہ تھے محض اپنے نیک نمونہ اور نیم شبی دعاؤں سے داخل سلسلہ حقہ کرایا تھا افسوس ہماری وہ مکرم معظم بہن جو دیگر احمدی خواتین کیلئے ایک قابل قدر و لائق تقلید نمونہ تھیں پچھلے مہینے فوت ہو گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ بیرونجات کے احباب ضرور انکا جنازہ غائب پڑھیں ؞

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپ کر شائع ہوا ؞)

سیدوالہ (ضلع لایل پور) سے مولوی عبدالحق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اسجگہ بفضلہ اس قدر تبلیغ کا زور شور ہے کہ لوگوں کی زبانوں سے خود بخود نکلتا ہے کہ یہ تو فاروقی زمانہ آگیا ہے۔ مخالفین حسد کی آگ میں جل جلکر راکھ ہوتے ہیں۔ بارہ اشخاص نے بیعت بھی کرلی ہے۔

چھب (موضع نمبر ۹۲ ضلع ملتان) سے منشی قمرالدین صاحب پٹواری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسمی محمد سہراب نے احمدیت کے متعلق بحث کرتے ہوئے یہ کہا کہ جھوٹے الہام بنا لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ میں جھوٹا ملہم بنتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے غیرہ وغیرہ۔ اس شخص کو چاہیئے کہ توبہ کرلے لیکن اگر خدا تعالٰی کے غضب اور عتاب کا ہی مورد بننا چاہتا ہے۔ اور اپنی تباہی پر ہی راضی ہے تو اعلان شائع کرکے اسکا نتیجہ بھی دیکھ لے +

گجرات کے برکت علی صاحب احمدی بیمار ہیں۔ اور صحت یابی کے لیئے دعا کی درخواست کرتے ہیں +

شوپیان (کشمیر) سے ایک بھائی خبر دیتے ہیں کہ بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہو رہی ہے۔ اور ابھی سے قحط کے آثار شروع ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالٰی رحم فرمائے +

اکثر احباب کا اخلاص اور جوش عقیدت اس درجہ قابل تعریف و تقلید ہے کہ اخبار میں اسکا ذکر خیر ضروری معلوم ہوتا ہے از انجملہ مرزا برکت علی صاحب (لاہور) کے چند الفاظ شائع کیئے جاتے ہیں۔ آپ دربار خلافت میں عرض پرداز ہیں کہ "یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ زیادہ اخلاص کا اظہار کروں۔ مختصر یہ کہ جان و مال حاضر ہے حضور نے وہی زمانہ دکھلا دیا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت تھا +

فرانس سے بابو عبدالرحیم صاحب کلرک پوسٹ آفس تحریر فرماتے ہیں کہ ٹیچنگز آف اسلام کا فرانسیسی ترجمہ ہو رہا ہے +

مردان چھاؤنی سے برادر غلام محی الدین صاحب دعا کیلیئے ملتجی ہیں۔ احباب ان کے حق میں دعائے خیر کریں +

سرینگر سے حافظ نورالدین صاحب لکھتے ہیں کہ تبلیغ احمدیت سے لوگ بہت اثر پذیر ہو رہے ہیں۔ خدا تعالٰی کامیابی دے +

رحیم یارخان (بہاولپور) سے جناب غلام احمد صاحب اختر اپنے لڑکے کے پیغامی فتنہ سے بچنے اور اسکو وعظ و نصیحت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اسکے لیئے دعا کے ملتجی ہیں +

تازہ خبریں

جنگ

دُوَل متحدہ کی افواج اراس کے شمال میں آگے بڑھیں۔ اور غنیم کی کئی خندقوں پر قبضہ کیا۔ توپخانوں کی لڑائی رات بھر ہوتی رہی۔ جرمنوں نے تین سرنگیں اڑائیں۔ ادھر کی پیدل جمیعت نے انہیں توپوں سے مار ہٹایا دشمن نے بھی شدید جوابی حملہ کیا۔ مگر ہم نے ۱۵ سو گز کے محاذ پر اسکی تمام لائن لے لی۔ اور اسکے ایک زبردست کالم کو منتشر کیا جرمن اپنے مورچے چھوڑکر بھاگ گئے۔

لاباسی کے مغرب میں برطانی سپاہ نے دشمن کے جوابی حملہ کے بعد جو اسنے رات کو کیا تھا ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کیا وہ دن رات لڑائی ہوتی رہی جسمیں غنیم کو ضرر عظیم پہنچا +

مقامی پیدل فوج کی لڑائیوں سے محاذ میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی مگر ہوائی دستوں نے اراس کے شمال میں دشمن کے آلات حرب کے احاطوں پر بم گرائے۔ جس سے چار ہنگر جلے۔ دو ہوائی جہازوں اور غبارہ کو کچھ نقصان پہنچا +

مغربی آرگون میں جرمنوں نے پہلے دم گھوٹنے والی گیس سے سخت بم بازی کی بعد ازاں شدید حملہ کیا جس سے ہماری پیش قدمی کی لائن کہیں کہیں سے ٹوٹ گئی۔ دو کمپنیاں خندقوں میں دب گئیں۔ پھر ادھر سے جلدی ہی ایسا زور کا حملہ کیا گیا کہ قریبًا تمام مورچے ہمیں واپس ملگئے۔ اور بہت سی خندقیں بھی ہمارے ہاتھ آئیں۔ جرمن مورچے چھوڑکر پیچھے ہٹ گئے +

سرکاری اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام گروڈیک کے معرکوں میں قیصر خود بھی موجود تھا +

آسٹریا کی پچھلی الپائن فوج مختلف محاذوں پر قریبًا تباہ ہو چکی ہے۔ اب جرمن جنگی افسر اپنے تمام علاقوں سے ۱۹-۱۹ سال کے رنگروٹ بھرتی کرکے اطالیوں کے مقابلہ کی غرض سے تیار کر رہے ہیں +

نیویارک (امریکہ) سے چلا ہوا ایک جہاز اس اتوار کو لورپول پہنچا۔ رستہ میں (جرمنی کی) ایک آبدوز کشتی نے اسپر حملہ کیا۔ مگر یہ اسی کو سمندر کی تہ میں پہنچا کے اپنی پوری رفتار سے آگے بڑھ گیا۔ امریکی سفیر کو اس حادثہ کی اطلاع دیدی گئی ہے اسی طرح بحیرہ روم میں ایک آسٹریَن سٹیمر غنیم کی آبدوز کشتیوں

کے واسطے سامان لیجاتا ہوا۔ ادھر کے ایک مددگار کروزر کے ہاتھوں پکڑا گیا۔

امریکہ کے ایک اخبار نے پتہ لگایا ہے کہ وہاں سے جرمنی کے کارندے بہت سا گولہ بارود خرید رہے ہیں جو پہلے جنوبی امریکہ پھر وہاں سے ہالینڈ و ڈنمارک کو بھیجا جاتا ہے +

گروڈیک کی لائنوں کے پیچھے لیمبرگ کے قریب شہر کو بچانیکے لیئے ایک آخری جان توڑ مقابلہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اسوقت تک روسی افواج کی پسپائی بغیر کسی ابتری کے ہوئی اور جرمن فتح نامکمل ہے۔

جنوبی افریقہ میں جنرل بوتھا کی نقل و حرکت سامان خوراک نہ ہونے کے سبب رکی ہوئی ہے۔ اسکی فوجوں کو بعض اوقات آدھی مقدار بلکہ چوتھائی چوتھائی راشن پر گزارا کرنا پڑا ہے +

مغربی محاربہ میں غنیم کے ایک طویل سلسلہ اتواتے بمقام ڈنکرک پھر جارحانہ کارروائی شروع کردی ہے۔ مگر سینٹ جارج کے علاقہ میں بلجیک افواج نے کھلی کھلی کامیابی حاصل کی۔ ایک جرمن خندق پر قبضہ کیا اور جتنے دشمن اسپر متصرف تھے کچھ قید کرلیئے باقی ہلاک +

غنیم کی جمعیت سے متعلق اندازہ کیا گیا ہے کہ آسٹریا اور جرمنی کی سپاہ مقام لوپٹینہ سے نکولیجیو تک ۲۰ میل کے محاذ میں بیس لاکھ سے اوپر ہوگی۔ اور دشمن کی کل فوج بالٹک اور بوکھرونیا کے درمیان چالیس ۴۰ لاکھ سے کم نہ ہوگی +

گیلی پولی پر ایک پرزور اور متفقہ حملہ عام شروع ہوگیا ہے پیر کو ۱۲ گھنٹے تک سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی +

مختلف

جرمنی سے لَوٹتے ہوئے ایک طالب علم مسمی این ایس مارتھی کے گھر کی پہلے تلاشی ہوئی تھی۔ اور اب پونہ میں وہ خود گرفتار کرلیا گیا ہے +

کلکتہ میں ایک نئے میڈیکل کالج کی تجویز ہے۔ دو متمول بنگالی ۷۵ ہزار روپے چندہ دے چکے ہیں +

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی صرف بنگالی برانچ کی میزان ½۱۳ لاکھ روپے سے اوپر پہنچ چکی ہے۔

جنگ کی وجہ سے یہ مسئلہ اسوقت گورمنٹ ہند کے زیر غور ہے کہ جو فوجی افسر چھٹی پر گئے ہوئے ہیں انہیں ڈیوٹی پر واپس بلایا جائے۔ کچھ امور طے ہو گئے ہیں۔ بعض کا تصفیہ باقی ہے +

الفضل کے قدردان و بہی خواہ اسکی توسیع اشاعت میں خاص کوشش فرمائیں۔ جو صاحب جدید خریدار دینگے ان کے اسماء گرامی مع شکریہ شائع ہوتے رہیں گے چندہ چھ روپے سالانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۲۶ جون ۱۹۱۵ء

وحی حق کی باتیں

قیصر جرمنی کا اسلام

اور

ہندی مسلمانوں کا خیالِ خام

لوگ سو بک بک کریں پر تیرے مطلب اور ہیں
تیری باتوں کے فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار

(مسیح موعودؑ)

خدا جانے اس زمانہ کی رُو بہ دنیا مخلوق موجودہ واقعات سے کیا کیا نتیجے نکالتی ہوگی۔ خود مُسلمانوں کا جو اپنے زعم میں خدا کے چاہیتے اور لاڈلے فرزند بنے بیٹھے ہیں یہ حال ہے کہ جو سُوجھتی ہے اُلٹی ہی سُوجھتی ہے۔ آسمان کے تیور پہچانتے نہیں اپنی اصلاح کی فکر کرتے نہیں۔ خدا کا غضب مختلف شکلوں میں کم و بیش ہر جگہ بھڑک رہا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بے وجہ نہیں (ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم) مگر جو طریقے اُس ہستیٔ قادر و قاہر کے ساتھ صلح کرنے کے ہو سکتے ہیں اُنکی پروا نہیں۔ اسپر توقع یہ کہ اب کوئی دن جاتا ہے دنیا کے پردہ پر ہم ہی ہم ہونگے۔ چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم لہراتا ہوگا اسمیں شک نہیں۔ اسلام کا تو ضرور بول بالا ہو کے رہیگا۔ انشاء اللہ الرحمن لیکن یہ فریب خوردۂ نفس ادھر خیال ہی نہیں کرتے کہ اسلام ہے کیا چیز؟ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی حاملان اسلام کون لوگ قرار پا سکتے ہیں۔ پھر دین حق کی تائید و نصرت سے متعلق سنت اللہ کیا ہے؟ قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھیں تو پتہ لگے کہ اسلام تو آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر اسی طرح چلا آیا ہے جب لوگ غفلت اور شرارتوں میں پڑ کر اُسے چھوڑ بیٹھتے ہیں تو پھر ایک بشیر و نذیر دنیا میں آجاتا ہے اس کے آنے پر جن کے اندر سچی اطاعت و سعادت کا مادہ ہوتا ہے وہ اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ اور یہی خدا کی نظر میں مسلمان ٹھہرتے ہیں پر جو بما لا تھوی انفسکم استکبرتم کے مصداق انکار و استکبار اختیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں خواہ اپنے نزدیک کیسے ہی دیندار و پرہیزگار ہوں انہی کا نام کافر یا منکر ہو جاتا ہے۔

بالفرض اگر یہ مدعیان اسلام حقیقی معنوں میں بھی دین اللہ کے وارث اصلی ہوتے تو بھی ان کا یہ خیال کہ دنیا میں اور سب مِٹ کر ہم ہی رہ جائینگے۔ بروئے کتاب اللہ سراسر غلط ہے وہاں تو صاف صاف یہ پایا جاتا ہے کہ مختلف اہل مذاہب تا قیامت رہینگے۔ اور آخر رب ذو الجلال ہی اُنکے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا۔

اپنی غلط عقائد و خیالات کے ضمن میں اکثر مُسلمان یہ بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ سُلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہیں اور ترکوں کی قوم سچی مُسلمانی کا زندہ نمونہ۔ حالانکہ فی الواقعہ ایسا نہیں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود (علیہ السلام) نے آج سے سترہ اٹھارہ برس پہلے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر مسلمانوں کے اس طلسم خیالی کو پاش پاش کیا۔ ترکوں کی افسوسناک اندرونی حالت اور بصورتِ عدمِ اصلاح اُنکے پُرخطر مستقبل کی خبریں دیدی تھیں جو ایک اک کرکے سچی نکلیں اور آج تک برابر انکی تصدیق ہو رہی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے خدا کے اس پاک فرستادہ کی قدر نہ کی۔ اور ہنسی ہی اُڑاتے رہے (یاحسرۃً علی العباد الآیہ) قلمروئے عثمانیہ میں سخت بدنظمی و بے ربطی واقع ہوئی۔ ایک انقلاب عظیم برپا ہوا۔ وہ تاجدار۔ ہاں وہ تاجدار جس کی حکمت عملی و سیاست کی دول یورپ تک کے دلوں میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی ہلچل اور غداری کے طوفانِ بے تمیزی میں ایک دم تخت سلطنت سے اُتار کر دودھ میں سے مکھی کر دیا گیا۔ ملت پرستوں حریت کے دعویداروں اور انقلاب پسندوں نے اپنے جوشِ جنون میں وہ وہ حرکتیں روا رکھیں کہ آخر اُنکے "بابعالی" کی ہوا ہی اکھڑ گئی۔ اور اکھڑی بھی ایسی کہ پھر شاید ہی بندھے یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ خدا کے مامور کو جھٹلانے کے اُسکے مُنہ سے نکلی ہوئی خدا کی باتوں پر ازراہ شقاوت و شرارت تمسخر اڑانے اور ندائے آسمانی کی قدر نہ کرنے سے حالانکہ ترکوں اور ان سے بھی زیادہ مسلمانان ہند کو عبرت و بصیرۃ حاصل کرنے کا یہ اتنا اچھا موقعہ تھا کہ اس سے بہتر ہونا مشکل ہے سب سے پہلے خود حسین کامی سفیر روم کا جو حضرت مسیح موعود سے آنکر ملا۔ اور آپکی صاف و سچی باتوں پر بگڑ کر یہاں کے یہودی صفت منکروں کا ہمنوا بن گیا۔ خائن ثابت ہونا اسکی معزولی اور جائداد کی ضبطی۔ پھر پے در پے حدود سلطنت میں غدّاری و بے چینی کے حوادث کچھ تھوڑے نشان نہ تھے جنہوں نے یکے بعد دیگرے حرف بحرف مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر مُہر تصدیق کی مگر آہ!

تھوڑی نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں ؏ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے اُنسے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ ؏ مُنہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا تازہ بیہودگی و خام خیالی جو ترکوں اور مسلمانان ہند سے ظہور میں آئی۔ ابتک واقفان حال کے پیش نظر ہے دول یورپ کے درمیان آپس کی جنگ و جدل۔ اِنکی جو دن بُرے آئے جرمنی کے دموں میں آکے یہ بھی بیچ میں کود پڑے حالانکہ دولت عظمیٰ برطانیہ کے بالمقابل انکی شرکتِ حرب کسی پہلو سے قرین مآل اندیشی و مصلحت نہیں ہو سکتی تھی۔

جرمنی نے ترکوں اور ساری اسلامی دنیا کو دھوکے سے غار ہلاکت میں دھکیلنے کیلئے جہاں اور کئی طرح کے جال بچھائے۔ ازانجملہ ایک چلتا ہوا جادو یہ بھی کیا کہ خود قیصر اور اس کے بہت سے جوانان نبرد جھوٹ موٹ اسلام کا دم بھرنے لگے۔ اتنے نام نہاد مُسلمانوں کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا پھولے نہ سماتے تھے جگہ جگہ بڑے سرت کے لہجہ میں قیصر اور اس کے سپاہیوں کے اسلام لانے کا چرچا ہونے لگا اچھے اچھے سنجیدہ و متین جرائد تک نے اس موقعہ پر کمال سادہ لوحی سے باور کر لیا کہ واقعی جرمن مع اپنے تاجدار کے مشرف بہ اسلام ہو گئے اور ہو رہے ہیں سب کے سب ہوتے جاتے ہیں حالانکہ اگر ذرا معاملہ فہمی و تدبر سے کام لیتے تو بالکل صاف بات تھی کہ اگر فی الحقیقت ان مسلم نما دشمنان اسلام کے دلوں میں کچھ بھی ادب و احترام اس دین متین کا ہوتا تو ہرگز وہ ایسا بدنام کن موقعہ اس کے اظہار کا اختیار نہ کرتے نہ اُن مظالم کو روا رکھتے جو خود اصول و احکام اسلام کے سراسر خلاف ہوں۔ اور یہ سمجھنا تو خاص اہل ایمان اور بصیرت و فراست باطنی والوں کا ہی حصہ ہو سکتا تھا کہ خدائے اسلام کی غیرت کب گوارا کر سکتی ہے کہ کوئی ایسی حالت میں اس کا دین قبول کرے جس سے آئندہ کسی وقت وہ اسپر اپنی نصرت کا احسان جتا سکے خدا کا دین تو ہمیشہ کمزوروں سے شروع ہوتا اور اس قسم کی غیبی تائیدوں سے تقویت پاتا ہے۔

ہے۔ چنانچہ اُسے اور اسکی وجہ سے انکو بھی مٹانے کی سر توڑ کوششیں کر رہی ہے آخر وہ نیچا دیکھتی ہے۔ اور یہ برابر فروغ پاتا اور بڑھتا چلا جاتا ہے تاکہ اہل بصیرت کے لیے اک زبردست نشان ہو کہ ضرور کوئی فوق الفوق طاقت ہے جو اسکی مددگار ہوئی۔ اور ہمیشہ سے حمایت حق کے لیے غیرت دکھلاتی رہی ہے ہم کسی پر بدظنی نہیں کرتے اور دوسروں کی نیت پر حملہ کرنے کا کسی کو حق ہی کب پہونچتا ہے۔ دلوں کا حال تو علام الغیوب ہی جانتا ہے۔ مگر اسباب ظاہری کے نظر کرتے ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ترکوں کا کلمہ بھرنے اور جرمنوں کی مسلم نمائی کو آسمان پر چڑھانے میں ہمارے بہت سے بھولے بھالے بھائیوں نے بلاشبہ اندھی محبت سے کام لیا ہے لیکن شکر ہے کہ اب اُنہیں سے جو سمجھدار و رمز شناس ہیں رفتہ رفتہ ان غلط خیالات سے رجوع کرتے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب سے لنڈن کے نامور جرائد مثل مارننگ پوسٹ و نیر ایسٹ وغیرہ نے حقیقت حال پر سے پردہ اٹھا کر قیصر کے اسلام کی قلعی کھولی ہے۔ تب سے مسلمانان ہند کے معمولی پرچے کیا بلند پایہ قومی آرگن بھی مانتے جاتے ہیں کہ واقع میں یہ ساری قیصر کی عیاریاں اور چالبازیاں ہیں۔ وگرنہ اسلام کو ان حرکات سے کیا تعلق جنکا ارتکاب وہ اور اسکی سپاہ قریبًا سال بھر سے میدان کارزار میں کر رہی ہے۔

مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ قیصر نے اپنے مقابل قوم کے بے آزار عبادت گزار افراد بلکہ خود معبدوں تک وہ ستم ڈھائے ہیں جن کی نظیر تلاش کرنا عبث ہوگا۔ خانیان اسلام نے بھی اپنے جہادوں میں کبھی ایسے مظالم روا نہیں رکھے۔ وہ تو برخلاف اسکے عبادتگاہوں کا احترام و عزت کرتے اور مسیحی اسقفوں کی حفاظت اپنے ذمے لیا کرتے تھے۔ کسی مسلم جنگی سردار نے آجتک اپنے خلیفہ عمر رضہ کے احکام و آئین حرب کی ایسی بے عزتی و خلاف ورزی نہیں کی جیسی کہ قیصر ولیم کر رہا ہے۔ مہدی سوڈانی اور اسکے خلیفہ نے بھی (جنکی خونخواری کے افسانے مسیحی دنیا نے بہت کچھ مشہور کر رکھے ہیں) خرطوم میں پادریوں اور عورتوں کے ساتھ کوئی برا برتاؤ روا نہیں رکھا تھا لیکن ولیم کا دل تو بالکل پتھر ہی کا معلوم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان پتے کی باتوں سے اب مسلمانوں پر اچھی طرح آشکار ہونے لگا ہے کہ بے شبہ کلیساؤں کو گرانے اور مذہبی و علمی عمارات کو منہدم کرنے والا شخص "**کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا**" اور کہ "قیصر کا دعوائے اسلام بالکل غلط ہے" جیسے کہ حال میں ان کے ممتاز و بارسوخ قومی آرگن وکیل نے انہی الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ جسکے ساتھ ہی ہمعصر موصوف کا یہ خیال بھی درست اور قدر کے لائق ہے کہ اس کشمکش میں یہ بات کچھ کم طمانیت بخش نہیں کہ دشمنان اسلام جو جو ناپاک الزام اس دین حق کے سر تھوپا کرتے تھے وہ رفتہ رفتہ خود بخود دور ہوتے جاتے ہیں۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اسلام کی صداقتیں روشن ہونے کے لیے ہے۔ مگر خرابی یہ ہے کہ خود مسلمان نہیں سمجھتے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ مسیح موعود نے آج سے بیسیوں برس پہلے انہیں خوب کھول کھولکر بتلایا کہ جسپر تم نازاں ہو اسلام کا مغز نہیں قشر ہے۔ چنانچہ دینی جنگ و جہاد کے متعلق بھی آپ نے عام خیالات اہل اسلام کی غلطیاں ظاہر کیں تو ان کے مولوی ملانوں میں بڑی برہمی پھیلی اور خدا کے راستباز کو گورنمنٹ کا خوشامدی وغیرہ خدا جانے کیا کیا کہا گیا۔ لیکن اب مشیت الٰہی کے زبردست تازیانے انہیں آہستہ آہستہ سب کچھ منواتے جاتے ہیں۔ اگر نہیں تو منکران مسیح موعود صاف صاف **دونوں میں سے ایک بات کا اقرار کریں**۔ یا تو یہ کہ سرکار عالیہ برطانیہ کے ساتھ انکا موجودہ شیوۂ وفا اور ظاہری طرز عمل نفاق پر مبنی ہے یا یہ کہ انہوں نے اپنے عقاید فاسدہ کو اب خیرباد کہدیا ہے۔ پس ہمارے **شہزادہ امن کی بہرصورت فتح** ہے اور

"زمین کے اوپر فلک کے نیچے"

مرضی الٰہی کے جتنے بھی تصرفات تم دیکھو گے وہ انشاءاللہ سب اسی کے حق میں نشان صداقت و نصرت پاؤ گے +

فالحمد للہ علیٰ ذالک

سکھوں میں تبلیغ

کے لیے خاص مشن قائم ہونیکی ضرورت پر ایک دوست کا مراسلہ ہمیں بتاکید تائید ملا اور ہم ابھی اسی فکر میں تھے کہ جب خلافت حقہ کے ماتحت عام طور پر مخالفین میں تبلیغ کی کارروائی خدا کے فضل سے باحسن وجوہ جاری ہے تو اب علیحدہ مشن کیسا اور کس اصول پر قائم ہونیکی ضرورت ہے کہ اتنے میں بعض غیر احمدی جرائد میں وہی مراسلہ بررنگ تائید شائع ہوتے دیکھ کر ہمیں اور بھی خیال ہوا کہ مجوزہ مشن سکھوں پر کونسا اسلام پیش کرے گا؟ آیا وہ جو بانی سلسلہ عالیہ (علیہ السلام) نے اپنے قول و فعل سے ہم کو اپنی آنکھوں دکھلایا اور سکھلایا۔ جسکے اب تک غیر احمدی مخالف ہیں۔ یا وہ جو اسکے مخالف رکھتے ہیں۔ پس اب تا وقتیکہ مجوزہ مشن کی پوزیشن صاف نہ ہولے ہم اسبارہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتے۔ مسلم انڈیا کا تلخ تجربہ ہمیں کافی سبق دے چکا ہے +

نو مسلموں سے ہمدردی

بلاشبہ ایک کار خیر ہے جس سے کوئی نیکدل خدا ترس اختلاف نہیں کر سکتا۔ لیکن نو مسلموں کو بھی یہ سوچنا چاہیے کہ وہ خدا کے بھروسہ پر حق کو قبول کرتے ہیں یا انسانی سہاروں پر تکیہ کر کے۔ انسانی توقعات و انتظامات میں ہمیشہ خلاف امید موانع اور کمزوریوں کا امکان ہوتا ہے۔ پھر جس سلسلہ میں آ گئے ہیں ضروریات کی بھرمار ہو اسے کسی جدید قرارداد سے متعلق کوتاہی پر طعن و ملامت ہم نہیں سمجھتے کہاں تک قرین انصاف اور مقتضائے حمیت ہے۔ ع

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

کنتم اعداء فالف بین قلوبکم

بھائی بھائی اور نفسانیت کے ناگوار واقعات نے غیر تو اپنی جگہ رہے خود ماں جائے بھائیوں کے بارہ میں یہ مثل زبان زد خلایق کر دی ہے کہ "نہ بھائی سا دوست نہ بھائی سا دشمن" لیکن اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء میں ہوکر جو لوگ دین حق کے رشتے سے آپس میں بھائی بھائی بنجاتے ہیں انکا اخلاص، اتحاد، ایثار اور باہمی ہمدردی و اخوت اکثر خون کے رشتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ثابت ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں الفضل کے کالموں میں شروعہ اور کاٹھگڑھ وغیرہ کے احمدی بھائیوں کے باہمی اختلاف و رنجش کا قضیہ نامرضیہ چھپ چکا ہے اب پھر اسی بارہ میں ایک اور طویل مراسلہ ہمارے پاس بغرض اشاعت پہنچا ہے۔ ہم اس ناگوار بحث کو طول دینا پسند نہیں کرتے غیر مشروع رسوم کی اصلاح بہرحال ایک قابل تائید امر ہے۔ اور احمدی قوم کو بہ تعمیل ارشاد الٰہی (تعاونوا علی البر و التقویٰ الایہ) نیک کاموں کی تائید اور خرابیوں کے رفع دفع میں ایکدوسرے کا بڑی یکجہتی و محبت سے ہاتھ بٹانا چاہیے۔ کم و بیش کمزوریاں سب میں ہوتی ہیں۔ اسواسطے فریقین کو مصلحت اور اعتدال کا پہلو اختیار کرنا ضروری ہے۔ احمدیت کا تعلق ایک پاک واجب الاحترام رشتہ ہے۔ باہمی رنجشوں اور نفسانی جوشوں میں اسے نظر انداز کر کے دنیا کو ہنسنے کا موقعہ دینا قرین ہوشمندی نہیں۔ سر دست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ خدا کرے مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہ پڑے +

ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

ایک احمدی اور غیراحمدی کا مکالمہ

احمدی۔ جناب من! آپ نہایت روشن خیال ہیں۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ آپ میں تعصب کا نام ونشان بھی نہیں۔ فرمایئے حضرت مرزا صاحب کی نسبت آپکا کیا خیال ہے؟

غیراحمدی۔ میرے خیال میں حضرت مرزا صاحب نہایت راستباز اور اسلام کے نہایت پاکباز خادم اور قوم کے از حد ہمدرد اور بہی خواہ تھے ✽

احمدی۔ آپ حضرت اقدسؑ کے دعاوی کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں؟

غیراحمدی۔ میرے خیال میں حضرت مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے انا الحق کہنے کی طرح ہیں ✦

احمدی۔ (۱) اگر آپ کسی ہندو یا عیسائی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تبلیغ کریں۔ اور وہ کہے کہ جناب محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) نہایت راستباز اور پاکباز انسان تھے اور قوم کی خیرخواہی انمیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن آپ کا دعوی نبوت منصور کے دعویٰ انا الحق کی طرح تھا۔ تو جو جواب آپ اس ہندو اور عیسائی کو دینگے وہی میری طرف سے سمجھ لیجیے ✽

(۲) نبوت کے دعوے کو خدائی کے دعوی پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک انسان خدا تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اسلئے اگر وہ کہے کہ میں خدا ہوں تو یا تو اس کی تاویل کیجاوے گی یا کہدیا جاوے گا کہ وہ جھوٹا اور شریر ہے۔ لیکن نبوت کا دعوے خدائی دعوے کی طرح نہیں کیونکہ نبی تو انسان ہی ہوتے ہیں اور نبوت کا دعوے ہمیشہ انسانوں ہی نے کیا ہے۔ اِس لئے حضرت مرزا صاحب کا دعوی نبوت منصور کے دعوئی خدائی (بشرطیکہ آپنے ایسا دعوی کیا بھی ہو) کی طرح نہیں کیونکہ خدائی کا دعوے تو ایک انسان کی شان ہی نہیں اِس لئے انا الحق کی ضرور تاویل کی جاوے گی۔ لیکن مرزا صاحب کا دعوی نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے کا ہے۔ اور نبوت کا منصب انسانوں کو ہی ملتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب کے دعوی کی تاویل فضول امر ہے ✽

(۳) اگر انا الحق کے معنے یہ ہیں کہ میں حق ہوں اور برحق ہوں۔ اور مجسم صداقت ہوں تو یہ نہ خلاف شریعت نہ خلاف عقل کیونکہ انبیاء اور کاملین مجسم صداقت اور حق ہوتے ہیں جیساکہ بخاری شریف میں سوتے وقت کی دعا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعلق فرمایا ہے۔ وقبیلک حق یعنے تیرا نبی حق ہے اور برحق ہو۔ اور مجسم صداقت ہے۔ اور اگر انا الحق میں الحق سے مُراد ذات باریتعالیٰ ہو تو بھی منصور کا دعوی سچا ہے۔ اور وہ اس رنگ میں ہی جیساکہ بخاری شریف میں آیا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کا ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور میں اُس کے پاؤں بنجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اسی طرح منصور نے بجائے تفصیل کے مجملاً کہدیا کہ میں الحق ہوں یعنی بمحاورہ بخاری خدا ہی کے ہاتھ سے میں چیزوں کو پکڑتا ہوں اور وہی میرے پاؤں بنگیا جس سے میں چلتا ہوں اور وہی میری آنکھیں ہے جن سے میں چیزوں کو دیکھتا ہوں اور وہی میرے کان ہے۔ جن سے میں پاک باتیں سُنتا ہوں۔ غرض اگر انا الحق میں الحق سے مُراد حق وصداقت ہے تو بھی منصور کا دعوی سچا ہے۔ اور اگر انا الحق سے مراد بمحاورہ بخاری ذات باری ہے تو بھی دعوی کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے دعوی کی طرح ہیں گویا دوسرے لفظوں میں آپکا کہنا یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی سچے ہیں۔ کیونکہ ہمنے ثابت کردیا ہے کہ انا الحق سچا دعوی ہے۔ ادہر آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعوے منصور کے دعوے کی طرح ہے تو نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے بھی سچا ہے ✽

(۴) منصور نے صرف الفاظ انا الحق کہے۔ لیکن جو مفہوم اس کے دل میں تھا وہ اس نے ظاہر نہیں کیا اس لئے انا الحق کے متعلق وثوق سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کے یہ معنے ہیں یا یہ کہ اس کا مفہوم حالت سکر میں ظاہر کیا گیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب نے الفاظ نبی مسیح رسول وغیرہ ہی نہیں کہے کہ ہم انہیں منصور کے الفاظ انا الحق کی طرح تصور کریں۔ بلکہ حضرت صاحب نے تو اپنے دعوے کو کھولکر بیان کیا۔ اور صرف الفاظ پر کفایت نہیں کی بلکہ تشریح سے فرمایا۔ اسلئے منصور کے متعلق تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قول انا الحق معلوم نہیں کیا مفہوم ومعنے رکھتا ہے کیونکہ منصور نے اپنے الفاظ کی تصریح نہیں کی لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے متعلق تو یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ آپنے کن معنوں میں یہ لفظ بولے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے صرف الفاظ نہیں فرمائے بلکہ انکی مفصل تشریح فرمائی ہے اِسلئے حضرت صاحب کے دعاوی کو منصور کے انا الحق کیطرح ایک جملہ ذومعنی یا مشتبہ سمجھنا کسی طرح بھی جائز نہیں ✽

(۵) جو شخص حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو منصور کے دعوئ انا الحق کی طرح سمجھتا ہے غور سے دیکھا جاوے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے فرمودہ کو منصور کے قول کے مشابہ نہیں ٹھہراتا بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو منصور کے قول کی طرح (معاذ اللہ) حالت سکر یا کسی اور رنگ میں سمجھتا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے جس قدر بھی دعوے تھے وہ اپنی طرف سے نہ تھے۔ بلکہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھے جیساکہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں مجدّد ہوں تو یہ کوئی نیا دعوے نہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنے اللہ تعالیٰ اس اُمت میں ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد مبعوث فرمائے گا۔ اب جو شخص حضرت مرزا صاحب کے دعوئ مجددیّت کو حالت سکر یا منصور کی حالت کی طرح سمجھتا ہے وہ دراصل حضرت رسول کریم کی اس پیشگوئی کو حالت سکر یا منصور کی حالت کی طرح سمجھتا ہے۔ دوسرا دعوی حضرت اقدس نے مہدی ہونے کا کیا ہے یہ بھی کوئی نیا دعوے نہیں بلکہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ میری اُمت کی اصلاح کے لئے ایک مہدی خدا کی طرف سے کھڑا کیا جاویگا۔ بس جو شخص حضرت صاحب کے دعوی مہدویّت کو حالت سکر کہتا یا منصور کے دعوئ

انا الحق کی طرح خیال کرتا ہے۔ وہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ مہدی آنے والا ہے۔ حالت سکر سمجھتا اور منصور کے قول کے مشابہ ٹھہراتا ہے۔ تیسرا دعوے مسیح ہونے کا ہے یہ بھی کوئی جدید ادعا نہیں بلکہ صادق ومصدوق رسول عربی کی زبان فیض ترجمان سے تیرہ سو برس پہلے دنیا سن چکی ہے کہ کیف انتم اذ نزل فیکم ابن مریم .. .. .. وامامکم منکم۔ یعنے میری اُمت ہی میں سے ایک شخص منصب مسیحائی پر سرفراز ہونے والا ہے۔ سو اگر حضرت مرزا صاحب کا دعوی مسیحائی انا الحق کے مشابہ ہے تو بقول آپکے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث بھی انا الحق کی طرح حالت سکر میں کہی ہوئی ماننی پڑے گی۔

چوتھا دعوے حضرت مرزا صاحب کا نبوت کا تھا یہ دعوی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے مسلم کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ نبی اللہ عیسیٰ۔ سو جو شخص دعوی نبوت کو حالت سکر یا حالت منصور کہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نبی اللہ عیسیٰ کو حالت منصور کہے گا۔ غرض جو شخص حضرت اقدس کے دعاوی مجددیت مہدویت۔ مسیحیت اور نبوت کو حالت سکر سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ دراصل رسول کریم کے اقوال متعلقہ مجددیت مہدویت ونبوت کو حالت سکر کے مشابہ ٹھہراتا ہے۔

(۵) منصور نے انا الحق کہا یعنے میں خدا ہوں (بقول معترض) لیکن خدا کے اوصاف اس میں نہ تھے خدا تعالیٰ کے افعال سے اُسے کوئی حصہ نہ ملا تھا نہ وہ قادر مطلق تھا نہ عالم الغیب نہ کسی اَور الٰہی وصف سے متصف اس لئے اس کا دعوے غلط تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے دعاوی تو دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ سے ثابت ہیں۔ آپ نے دعوی کیا کہ میں مہدی ہوں یہ دعوے بے بنیاد نہ تھا بلکہ حدیث کے مطابق رمضان المبارک میں کسوف وخسوف نے ثابت کر دیا کہ آپ واقعہ میں مہدی معہود ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح میں ہوں یہ دعوی بھی بے دلیل نہ تھا بلکہ آپ حدیث نبوی کی بیان کردہ علامات کے مطابق مسیح موعود ثابت ہوئے۔ اور کسر صلیب وقتل خنزیر ودجال بے نظیر طور پر کر کے آپ نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ میرا دعوی مسیحائی مدلل ومبرہن ہے پھر دعوی نبوت بھی دلائل سے ثابت کیا۔ اور تمام وہ معیار جو انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کے قرآن شریف نے بیان کئے سب اپنے وجود میں دکھلا کر لوگوں پر حجت پوری کی غرض یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے دعاوی منصور کے دعوی خدائی کی طرح تھے۔ بالکل قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ منصور نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ اس لئے وہ قابل تاویل یا قابل اعتراض ہے مگر مرزا صاحب نے جو دعوے بھی کیا اس کو دلائل سے ثابت کر دیا ہے اس لئے آپکے دعاوی کو منصور کے دعوی خدائی کی طرح نہیں کہہ سکتے ۔

غیر احمدی۔ خاموش! والسّلام

دعوت الی الخیر

دکن میں

اخویم مکرم جناب سید بشارت احمد صاحب کے تین خطوط کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

۱۳ جون ۱۹۱۵ء مسافر بنگلہ۔ نظام آباد

حضور والا ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج ۷ بجے صبح کے عاجز اور حضرت حافظ صاحب صوبہ اورنگ آباد کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ چنانچہ آج ضلع نظام آباد میں ایک بجے پہنچ کر چار سے آٹھ بجے شب تک حکام مقامی میں بعد ملاقات چار کتابیں تقسیم کی گئیں۔ (۱) جائینٹ مجسٹریٹ ضلع (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۳) تحصیلدار صاحب (۴) سپرنٹنڈنٹ جیل۔

۱۲ جون ہفتہ کے دن عبد اللہ بھائی الہ دین نے خاص طور پر حضرات مبلغین صاحبان کی وداعی دعوت نہایت خلوص سے کی تھی۔ اور رات کے گیارہ بجے کے قریب سب نے بڑے تپاک اور اخلاص سے رخصت کیا۔

(۲) ۱۶ جون۔ مسافر بنگلہ جالنہ۔ حیدر آباد دکن۔

نظام آباد سے ضلع ناندیڑ روانہ ہوئے یہاں بھی ڈپٹی کمشنری ہے۔ اول تعلقدار صاحب کے پاس جب پہنچے ہیں تو اکثر حکّام ضلع وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعلقدار صاحب سے گفتگو ہوئی۔ آخر میں انہوں نے عدیم الفرصتی کے عذر سے کتاب لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اکثر حاضر الوقت حکّام کو تعلقدار صاحب کے انکار کی اطلاع ہو گئی تھی۔ اور پھر رات کے آٹھ بھی بج گئے تھے۔ اَور حکّام کو کتابیں نہ دی گئیں۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ دس بجے رات کے جبکہ ناندیڑ کی بدقسمتی پر افسوس اور غور کرنے تنہا بیٹھا ہُوا تھا کہ یکایک ایک صاحب نے پاس کے کمرہ سے جو مسافر بنگلہ میں فروکش تھے کہلا بھیجا کہ نان چینہ حاضر ہے کچھ نوش فرماویں میں نے کہلا بھجوایا کہ ہمیں سیری ہو گئی ہے۔ طبیعت نہیں چاہتی اس کے بعد وہ خود ہی چلے آئے۔ اور نہایت تپاک سے ملاقات کی تعلقدار صاحب کے بیجا انکار پر وہ بھی میرے ساتھ متاسف ہوئے۔ آخر میں انھوں نے حضرت صاحب کے حالات سے دلچسپی ظاہر کی جس پر بہت دیر تبلیغی گفتگو ہوتی رہی اور کتاب کی خواہش ظاہر کی کتاب دیگئی دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ سب انسپکٹر آبکاری ہیں پھر یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ سکندر آباد میں انکے والد حضرت صاحب کے نہایت معتقد ہیں انشاء اللہ تعالے حیدر آباد پر پہنچ کر اُن سے ملاقات کیجائیگی۔ دوسرے روز منگل کے ۹ بجے جالنہ پہنچے۔ یہاں آ کر معلوم ہُوا کہ قریباً ہر ایک حاکم دورہ یا رخصت پر ہے۔ آخر یہاں کے شرفاء میں سے ایک صاحب کے مکان پر چلے گئے انہوں نے نہایت خاطر تواضع سے ہمیں بٹھلایا اور گفتگو کی۔ حضرت صاحب کے بارے میں تبلیغ کیگئی قریباً چار گھنٹہ بات چیت ہوتی رہی آدمی متمول اور تاجر ہے اور مختلف ٹھیکے لئے ہوئے ہیں۔ چاء بسکٹ آم وغیرہ کی بڑی ضیافت کی۔ بوقت رخصت انہیں دو کتابیں دی گئیں کیونکہ انہوں نے بیان کیا کہ جالنہ کے شرفاء کی ایک سوسائٹی ہے یہاں شب کو سب اکٹھے ہوتے ہیں تو انہیں کہدیا گیا ہے۔ کہ ایک کتاب سوسائٹی میں دیدی جائے۔ رات یہیں شب باش رہے۔ آج گیارہ بجے کی ٹرین میں اورنگ آباد انشاء اللہ تعالیٰ روانہ ہوں گے۔ اُمید ہے کہ حضرت مفتی صاحب بھی ہمیں اورنگ آباد میں آملیں گے ۔

(۳) ۱۹ جون ۱۹۱۵ء۔ اورنگ آباد

جمعہ کے روز اکثر حکام وغیرہ کو کتابیں دیگئیں۔ اور صوبیدار سے بھی ملاقات کیگئی۔ عدم اُردو دانی کی وجہ سے انہوں نے.....

(بقیہ دیکھو صفحہ ۷ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح و المہدی

(۱۸ جون ۱۹۱۵ء)

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۱۶ + ۹۲

ہر کام کے لیئے اللہ تعالیٰ نے کچھ طریق اور دروازے مقرر فرمائے ہوئے ہیں جو انسان ان طریقوں اور دروازوں میں سے ہو کر کسی کام کو کرتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ ان راستوں کو چھوڑ کر اور ان دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے ان کے علاوہ کسی اور طرح سے کامیابی چاہتے ہیں۔ انہیں ہرگز کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے رستے اور کھولے ہوئے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور طریق اور دروازہ کی طرف جلتے ہوئے یہ یقین رکھنا کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ بالکل عبث ہے پس ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ کہ اگر وہ کامیابی دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر وہ بامراد ہونا چاہتا ہے۔ اگر وہ فلاح پانا چاہتا ہے۔ اور اگر وہ مظفر و منصور ہونا چاہتا ہے۔ تو ہر ایک کام کے کرتے وقت اس بات پر غور کر لے۔ کہ اسکے متعلق خدا تعالیٰ نے کونسے رستے مقرر فرمائے۔ اور کون سے دروازے کھولے ہیں۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ میں ان رستوں پر قدم زن نہیں اور ان دروازوں سے نہیں گزر رہا۔ جو خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔ تو سمجھ لے۔ کہ میرے لیئے کامیابی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے لیکن اگر ایسے رستوں پر چل رہا ہے اور ایسے دروازوں سے گزر رہا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس کام کے لیئے تجویز فرمائے ہیں۔ تو اسکے لیئے ضرور کامیابی ہے۔ یہ راستے خدا تعالیٰ نے ہر ایک کام کے لیئے مقرر کیئے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ کام روحانی ہو یا جسمانی۔ دیکھو انسان پر بیماریاں آتی ہیں۔ اگر ان طریقوں پر انکا علاج نہ کیا جائے جو ان کے لیئے مقرر ہیں۔ تو ہرگز شفا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بعض علاج ایسے ہوتے ہیں۔ جو سینہ کی بیماری کے لیئے مفید ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو معدہ کی بیماری کے لیئے کارگر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ علاج جو سینہ کی بیماری کے لیئے ہے۔ معدہ کی بیماری پر استعمال کیا جائے۔ یا معدہ کا علاج سینہ کی بیماری پر برتا جائے تو ہرگز شفا نہیں ہو سکتی اسی طرح اگر آنکھ میں ڈالے جانے والی دوا۔ خواہ آنکھ کے لیئے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو لیکن کان میں ڈالنے سے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ کیوں؟ اس لیئے کہ خدا تعالیٰ نے اسے کان کے لیئے نہیں بنایا بلکہ آنکھ کے لیئے بنایا ہے۔ اسلیئے اس سے آنکھ کو ہی فائدہ ہو سکتا ہے تو ہر ایک کام کے لیئے رستے ہیں۔ جو کوئی ان پر چلتا ہے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور جو چھوڑتا ہے وہ ناکام اور نامراد رہنے کے علاوہ نقصان بھی اُٹھاتا ہے۔

جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اسمیں خدا تعالیٰ نے کامیاب ہونے کے کچھ راستے بتائے ہیں۔ اور کچھ ایسے دروازے بھی بتائے ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ جب کوئی انسان ان سے گذرتا ہے تو تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تمہیں حکم دیتا ہے۔ عدل اور احسان کرنے اور قریبیوں کو دینے کا یا ایسے رنگ میں دینے کا جو قریبیوں کا ہو اور روکتا ہے بری اور ناپسندیدہ باتوں سے اور سرکشی یعنی حد سے بڑھنے سے۔ یہاں خدا تعالیٰ تین باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور تین سے روکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ نصیحت کرنا لغو۔ بے فائدہ اور بے ہودہ نہیں۔ بلکہ اسلیئے ہے کہ تم فائدہ اُٹھاؤ اگر تم ان کرنیوالی باتوں کو مان لوگے۔ اور منع کردہ طریقوں سے بچوگے۔ تو کامیاب ہو جاؤ گے اور تمہیں بہت سکھ پہنچیگا مومن کی یہی شان ہے کہ عدل احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کو مد نظر رکھے۔ اور فحشا منکر اور بغی سے بچے۔ بعض لوگ غضب طیش اور اشتعال دلانے کے وقت انہیں بھول جاتے ہیں کل ہی یہاں ایک معاملہ پیش ہوا کہ بحث میں کسی نے حضرت مسیحؑ کی نسبت گندے الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اسنے کئے ہیں یا نہیں۔ لیکن اگر اس نے کئے ہیں تو شاید وہ یہ عذر پیش کرے کہ بحث کرنے والے نے چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اسلیئے میں نے بھی ایسا کیا۔ لیکن یہ وہی بات ہے جو ینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی کے نیچے آتی ہے۔ کیا ایک آدمی کے حد سے بڑھنے سے دوسرے کو بھی بڑھ جانا چاہیئے؟ کیا ایک کے فحشا و منکر سے باز نہ رہنے سے دوسرے کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے؟ ہرگز نہیں! کیا کسی کا یہ عذر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے کہ فلاں نے چونکہ جھوٹ بولا تھا اسلیئے مینے بھی بولا ہے فلاں نے چونکہ چوری کی تھی۔ اسلیئے میں نے بھی کی ہے فلاں نے چونکہ کفر بکا تھا۔ اسلیئے میں نے بھی اسکا ارتکاب کیا ہے اسطرح کے جواب تو دوزخی لوگ دینگے کہ ہمارے بڑوں نے چونکہ یہ کام کئے تھے۔ اسلیئے ہم نے بھی کئے۔ پس یہ عذر بہت ہی نامعقول ہے۔ اور اسطرح کی بات ہے جسطرح ایک آدمی جا رہا ہے۔ اور اسکا ایک پاؤں کوئی زخمی کر دے۔ تو دوسرے کو وہ خود اسلیئے زخمی کر لے کہ ایک جو زخمی ہو گیا ہے۔ ایسا کرنا کسی عقلمند آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر بحث کرتے وقت کسی نے ایسی بات کہدی ہو جو اسکے پیشوا کی شان کے خلاف ہو تو اسکو ایسی ہی بات دوسرے کے پیشوا کو جو کہ اسکا بھی پیشوا ہے کہنا بہت نامعقول حرکت ہے۔ ایک قصہ ہے تو گندا مگر اسی کے مناسب حال ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص نے کسی سے ایک ضرورت کے وقت کوئی برتن لیا۔ اور بہت دنوں تک اپنے گھر ہی رکھ چھوڑا ایکدن برتن والا جو برتن لینے گیا۔ تو وہ شخص اسمیں ساگ ڈالکر کھا رہا تھا یہ دیکھکر اسے بہت برا لگا۔ اور اپنا برتن لے کر کہنے لگا۔ کہ تم نے ہمارے برتن میں ساگ ڈالکر کھایا ہے۔ ہم تمہارے برتن میں نجاست ڈالکر کھائینگے۔ اس احمق نے یہ نہ سوچا کہ نجاست تم کھاؤ گے۔ اسکا کیا نقصان ہو گا؟

مومن کو بہت احتیاط کرنی چاہیئے کیا یہ کوئی انسانیت ہے کہ دو بھائی آپسمیں لڑیں تو ایکدوسرے کو باپ کی گالی دے۔ اور دوسرا اسکو ماں کی گالی دیدے۔ ایک نے تو نادانی کی تھی لیکن دوسرے نے اس سے بڑھ کر نادانی کی۔ اسی طرح اگر ایک یہودی حضرت مسیح کو گالی دے اور یہ سنکر کوئی عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گالی دیدے۔ تو بہت ہی گندہ فعل ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اسکے مقابلہ میں حضرت مسیحؑ حضرت موسیٰؑ حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیدے اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو وہ آنحضرت صلعم کو دو گالیاں دیتا ہے ایک اس بکواس کرنے والے کی معرفت۔ اور ایک خود لیکن وہ یاد رکھے کہ یہ بہت سخت بغاوت اور سرکشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی ہتک کوئی معمولی گناہ نہیں۔ ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اور

قرآن کریم اسکا نام کفر رکھتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ دنیا کے حکام کے سامنے انکو گالی دے۔ اور پھر نقصان نہ اٹھائے تو خدا تعالیٰ کے حکام جوان سے بہت زیادہ زبردست ہوتے ہیں۔ انکی نسبت ایسا کہنے والا کہاں بچ سکتا ہے؟ دنیا کے حکام کی ہتک کرکے بعض لوگ بچ بھی جاتے ہیں۔ مگر خدا کے انبیاء کی ہتک کرکے کوئی نہیں بچ سکتا کیوں؟ اسلیئے کہ دنیا کی حاکموں کا مجرموں کے پکڑنے والا ہاتھ اتنا لمبا نہیں ہوتا جتنا کہ خدائی حکام کے بھیجنے والے کا ہے۔ ان سے جنگلوں میں غاروں میں سمندروں میں پہاڑوں کی اونچی چوٹیوں پر زمین دوز حجروں میں چھپکر بعض لوگ گرفتار ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ بڑے سے بڑے جنگلوں عمیق سے عمیق غاروں وسیع سے وسیع سمندروں بلند سے بلند پہاڑوں اور تاریک سے تاریک حجروں میں پہنچ جاتا ہے۔ پس دنیاوی بادشاہوں سے مقابلہ کرنا اتنا سخت نہیں جتنا خدا تعالیٰ سے ہے۔ ایک بادشاہ مرجاتا ہے تو بعد میں اس کے لیئے مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں رہتا۔ مثلاً سکندر مرچکا ہے۔ آج کتنی ہی گالیاں کوئی اسے نکالے۔ کوئی پوچھتا تک نہیں۔ مگر سکندر سے پہلے بھی جو کوئی نبی ہوا ہے۔ اسکو جو گالی دے۔ اسے سزا دینے والا اسوقت بھی موجود ہے۔ اور ضرور سزا دیگا۔ نادان انسان گالی کے مقابلہ میں گالی دے کر سمجھتا ہے کہ میں نے بدلہ لے لیا۔ مگر وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے اس کی ایک گال پر طمانچہ مارا تو دوسری پر اس نے خود مار لیا۔ ایک ہاتھ دشمن نے کاٹا تو دوسرا خود کاٹ لیا۔ خدا تعالیٰ بری اور بے حیائی اور حد سے بڑھنے والی باتوں سے روکتا ہے۔ ہر ایک نبی خدا تعالیٰ کے حضور بہت بڑی عزت رکھتا ہے۔ اسلیئے اسکی ہتک کرنے والا ضرور سزا پاتا ہے۔ اگر کسی نبی کے ماننے والا ہمارے پیشوا کی ہتک کرتا ہے۔ تو ہمیں تو پھر بھی اجازت نہیں کہ اسکے ایسے پیشوا کی ہتک کریں۔ جسکو صرف وہی مانتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسے پیشوا کی بے ادبی کریں۔ جسکو ہم خود بھی مانتے ہیں۔ پنڈت دیانند ایک شخص ہوا ہے۔ ہم اسکو نہیں مانتے۔ لیکن ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ایک آپ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینے پر ہم اسکو گالیاں دیں۔ گالیاں دینے سے فائدہ ہی کیا ہوگا۔ وہ خود تو مرگیا ہے۔ وہ سنتا نہیں۔ اور اگر زندہ ہوتا بھی تو اسطرح کرنے سے سوائے لڑائی جھگڑے اور فساد پھیلنے کے اور کیا حاصل ہو سکتا پس جب ایسے لوگوں کو بھی گالیاں دینا منع ہے۔ تو جو خدا تعالیٰ کے نیک بندے اور مقرب ہیں۔ انکو کہاں جائز ہے۔ پس تم لوگ ہمیشہ احتیاط کرو اور بہت زیادہ احتیاط کرو۔ تمہارے ایک ایک کام کے نتیجے کا اثر جماعت پر پڑتا ہے۔ اس بات کی بہت زیادہ کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں کسی کے لیئے ٹھوکر کا موجب نہ بنائے۔ کیونکہ جو ٹھوکر کا موجب ہوتا ہے۔ وہ ٹھوکر کھانے والے کے گناہوں کو بھی اپنے سر پر اٹھاتا ہے۔

خدا تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے تم کو اپنے سیدھے رستوں پر چلائے اور ٹیڑھے رستوں سے بچائے۔ آمین! نوشتہ غلام نبی (بلانوی)

فہرست نومبایعین

(۱۵-جون سے ۲۲-جون تک)

نام	مقام
۱ حافظ نظام الدین صاحب	لاہور
۲ عبد الحلیم خانصاحب	میرٹھ
۳ مولوی علی محمد صاحب	لائلپور
۴ اہلیہ صاحبہ مولوی عبد الرحمن	لودالانی
۵ اہلیہ صاحبہ منشی عبید اللہ صاحب	لاہور
۶ غلام قادر صاحب	گوجرانوالہ
۷ اہلیہ صاحبہ حکیم عبد الباری صاحب	مونگھیر
۸ سیٹھ داد احمد صاحب	حیدرآباد
۹ منشی محمد حسین صاحب	لاہور
۱۰ عبد الرزاق صاحب	کشمیر
۱۱ اہلیہ اول " "	"
۱۲ اہلیہ دوم " "	"
۱۳ عبد الصمد صاحب	"
۱۴ محمد ابراہیم صاحب	"
۱۵ غلام محی الدین صاحب	"
۱۶ فضل حسین صاحب	لاہور
۱۷ عبد الرحمن صاحب نومسلم	"
۱۸ عبد الرزاق صاحب	پٹیالہ
۱۹ مولوی غلام نبی صاحب	گجرات
۲۰ وزیر بیگ صاحب	لاہور
۲۱ کرم دین صاحب	جالندھر
۲۲ فتح محمد صاحب	ہزارہ
۲۳ احمد دین صاحب	لالہ موسیٰ
۲۴ چوہدری محمد خان صاحب	گجرات
۲۵ شاہ میر خان صاحب ملازم میر زمان خان صاحب نائب تحصیلدار	صوابی

بیعت خلافت

نام	مقام
۱ نصیر الدین صاحب	مونگھیر
۲ عبد اللہ صاحب	میانوالی
۳ عبد الرحمن صاحب	"
۴ عبد الرحیم صاحب	"
۵ دختر عبد اللہ صاحب	"
۶ عبد الحکیم صاحب	"
۷ اہلیہ عبد اللہ صاحب	"
۸ چوہدری فضل الٰہی صاحب	گجرات
۹ اکبر علی صاحب	"
۱۰ حافظ تاج علی صاحب	"

تعداد ۳۵+۱۰

(بقیہ از صفحہ ۶)

تحفۃ الملوک نہ لیا۔ لہذا انگلش کی ایک کتاب اُنہیں دیگئی۔ شرفاء شہر سے بھی ملاقات کیگئی۔ یہاں ایک حکیم محمد احسن ہیں جنکا علم نہایت مستحضر سمجھا گیا ہے۔ حضرت حافظ صاحب اُن کے مطب میں قریباً دو گھنٹہ تبلیغ فرماتے رہے۔ اکثر نوجوان سامعین نے نہایت اطمینان سے تبلیغ کو سنا اور کتابیں طلب کی ہیں۔ پھر ناظم صاحب کے مکان پر بھی بعض معززین کو ایک گھنٹہ تبلیغ ہوئی۔ آج کی رات ناظم صاحب کے انتظام سے ایک شاندار مکان میں دھوم دھام سے حضرت حافظ صاحب و حضرت مفتی صاحب کے ۳ گھنٹہ لیکچر ہوئے۔ شرفاء شہر و عوام کا خاصہ مجمع تھا۔ ہر دو حضرات نے حضرت اقدس کے تمام دعاوی کو مدلل بیان کیا اور نبوت و مسیحیت و مہدویت و مجددیت و امامت ان تمام امور پر سیر کن بحث فرمائی۔ اور علے الخصوص حضرت مفتی صاحب نے ایسی کچھ عام فہم تقریر میں دلایل و دعاوی کا ثبوت دیا کہ جسطرح سے عوام بھی اچھی طرح سمجھ گئے۔ جب لیکچر ختم ہوئے تو ایک نوجوان ۔۔۔ تقریر کی اجازت حاصل کرکر کھڑا ہو گیا۔ جو مولوی انوار اللہ خان صاحب کا شاگرد تھا۔ اسنے قریباً بیس منٹ ہر دو حضرات کی تقریر کی تردید کی اور عوام کے اکسانے کیلئے شنائی ترکیب سے کام لیتا رہا۔ بعد ازاں حضرت حافظ صاحب نے تھوڑی دیر اسکا جواب فرمایا پھر عاجز

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)